پروفیسر قاضی حلیم فضلی
مدیر ماہنامہ ''القلم'' اوگی

قرآن کریم اور ہم۔قرآن کا اعجاز

انا انزلنا فی لیلة القدر وما ادراک مالیلة القدر۔ لیلة القدر خیر من الف شھر تنزل الملائکة والروح فیھا باذن ربھم من کل امرِ سلام۔ ھی حتی مطلع الفجر

ترجمہ: قرآن کریم ہم نے قدرو قیمت کی رات کو نازل کیا۔اے پیغمبر تم کیا جانو قدرو قیمت والی رات کیسی رات ہے۔یہ وہ رات ہے جو ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔جس میں ملائکہ اور روح اللہ کے حکم سے اترتے ہیں۔اور اللہ کے حکم سے اور انسانی معاملات کے فیصلے لے کر آتے ہیں۔یہ سلامتی کی رات صبح طلوع فجر تک رہتی ہے۔

مندرجہ صدر آیت یا سورہ کی تشریح میں صرف اسی قدر بیان مقصود ہے کہ۔ہزار ماہ کا کل عرصہ ۸۳ سال چار ماہ بنتا ہے۔جو تقریباً کسی انسان کی اوسط عمر ہوتی ہے۔یعنی اگر کوئی شخص لیلة القدر کی رات اپنے اللہ کی بندگی میں گزارے تو گویا اس نے اپنی تمام عمر ۸۳ سال ۴ ماہ عبادت میں گزار دی۔دوسرے لفظوں میں خداوند تعالیٰ کی قرب کا فاصلہ تراسی (۸۳) سالوں میں کوئی اپنی عبادت کے ذریعے طے کر سکتا ہے وہ صرف ایک رات کی بندگی میں طے ہو جائے گا۔

قرآن کریم رمضان شریف کے آخری عشرہ میں نازل ہوا' مستند اور قریبی صحابہ کرام ستائیسویں کی رات کو نزول قرآن کی رات قرار دیتے ہیں۔کسی اللہ کے بندے نے ستائیسویں کی رات کے نزول کو یوں ثابت کیا ہے۔سورۃ قدر میں ''لیلة القدر'' کے حروف نو ہیں اور یہ لفظ تین دفعہ اسی سورت میں آیا ہے۔اگر ۹ حروف کو ۳ سے ضرب دیں ۹×۳=۲۷ آتا ہے۔ثابت ہوا ہے قرآن کریم کے نزول کی رات اور ہزار مہینوں سے بہتر رات رمضان شریف کی ستائیسویں رات ہے۔

قرآن کریم کی عظمت واحترام: یہ تو بہرحال واضح ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے' جسے قرآن کریم کے پہلے جملے میں بتا دیا کہ اس کتاب کے۔اللہ کی کتاب ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ذالک الکتاب لاریب فیہ۔اس کی تعلیمات واحکامات ہر شک وشبہ سے بالا ہیں۔شکوک وشبہات ان کے احترام کی راہ میں حائل ہو سکتے ہیں اور احکامات کی تعمیل بھی شک وشبہ کی نذر ہو سکتی ہے۔

قرآن کے متعلق قرآنی احترام کی تاکید: فی صحف مکرمة مرفوعة بایدی

سفرۃ کراما بررۃ قرآن کریم کے اوراق عزت والے بلند مقام کے حامل ہیں یہ پاک اور عزت والے ہاتھوں سے لکھا گیا ہے۔ پھر فرمایا۔ انہ لقرآن کریم۔ یہ قرآن عزت والی کتاب ہے۔ لا یمسہ الا المطھرون اسے پاک ہو کر چھوا جائے۔ قرآن کریم کو اس احساس کے ساتھ پڑھا جائے یہ خدا کا کلام ہے۔ پاک اور عزت والے نبیؐ پر اترا ہے۔ اس کا ایک ایک حرف ایک ایک نقطہ اور ایک ایک حکم سچا ہے۔ اسے بلند مقام پر رکھا جائے' سب کتب سے اوپر رکھا جائے۔ اس کی طرف پیٹھ نہ پھیری جائے' پس پشت نہ ڈالا جائے اس کی طرف پاؤں نہ پھیلائے جائیں۔ جب قرآن کریم کو پڑھا جائے تو خاموشی سے سنا جائے' تاکہ تم پر اللہ کی رحمت نازل ہو۔ فاذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ ہر امت کو عزت و شرف بخشا گیا۔ میری امت کا شرف قرآن کریم ہے' یہ لوح عرش پر محفوظ اور سینوں میں بند ہے۔ سب علوم کا خزانہ ہے جتنا پڑھا جائے اکتاہٹ نہیں ہوتی۔ اتل ما اوحی الیک من الکتاب۔ یتلونہ حق تلاوتہ۔ رتل القرآن ترتیلا۔ فاقروا ما تیسر منہ۔ یہ سب جملے قرآن کریم کی تلاوت کی تائید کرتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا بہترین انسان وہ ہے جو قرآن کریم پڑھے اور پڑھائے۔ ویسے قرآن کریم کی تلاوت پر ہر حرف پر دس نیکیاں ہیں اور نماز میں پڑھا جائے تو ۲۵ نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ قرآن کریم میں حروف کی تعداد 322670 ہے انہیں 10 یا 25 سے ضرب دے دیں تو ثواب کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

دنیا میں عرصہ بعد ہر زبان میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں اور آئی ہیں' جافرے' چوسر اور شیکسپئر کی ادبی زبانوں کو آج کوئی نہیں سمجھتا۔ اور نہ اردو کے ولی دکنی امیر خسرو' غالب اور میر تقی میر کو کوئی سمجھ سکتا ہے۔ آج اردو کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ لیکن پندرہ یا سولہ سو سال گزرنے کے باوجود قرآن کی زبان کی مٹھاس شیرینی تراتیب' محاورات و انداز بیان میں کوئی کمی نہیں آئی۔ وہی حسن تناسب' پر تاثیری' ترنم اسی طرح باقی ہے۔

قرآن کریم سے ہدایت صرف متقی پرہیزگار کو ہی ملتی ہے۔ سیاہی چوس ہی سیاہی کو جذب کرتا ہے۔ مقناطیس ہی لوہے کو کھینچتی ہے۔ زرخیز زمین ہو تو بارش وہاں گل و گلزار کھلا دیتی ہے۔ لیکن یہی بارش گندگی کے ڈھیر پر ہو تو بدبو اور تعفن پھیلاتی ہے۔ ابوسفیان' ابوجہل' اخنس' ابن وہب الشقفی حضور کی تلاوت' چھپ چھپ کر سنتے تھے مگر اپنا اندر ستھرانہ تھا' جن کا اندر ستھرا تھا مثلاً ابوبکر صدیقؓ ابوذر غفاریؓ اور ہزاروں صحابہ کرام کے گل گلزار قرآن کریم نے کھلا دیئے جن کی مہک آج بھی رہتی دنیا تک رہے گی۔

<u>قرآن کریم کے اعجاز:</u> ا۔ قرآن کریم الشھر۔ مہینہ۔ کا ذکر بارہ جگہ آتا ہے۔ جو سال کے بارہ مہینوں کی بنیاد بنا۔ اسی طرح الیوم۔ دن کا ذکر ۳۶۵ دفعہ آیا ہے۔ گویا قرآن کریم کی یہ تعداد عیسوی کیلنڈر کی بنیاد بنی۔

۲۔ قرآن کریم کی ابتداء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ہوتی ہے۔جس کے انیس حروف ہیں۔انیس حروف کا یہ مجموعہ چار الفاظ پر مشتمل ہے۔بسم۔اللہ۔الرحمان۔الرحیم ان میں سے ہر لفظ جتنی بار قرآن کریم میں آیا ہے وہ تعداد انیس پر تقسیم ہوتی ہے۔مثلاً اسم پورے قرآن کریم میں ۱۹ بار آیا ہے اور انیس انیس پر پورا تقسیم ہوتا ہے۔۱۹÷۱۹=۱۔ اسی طرح لفظ اللہ قرآن کریم میں ۲۶۹۸ بار آیا ہے جو ۱۹ پر پورا تقسیم ہوتا ہے۔۲۶۹۸÷۱۹= ۱۴۲

۳۔ اسی طرح الرحمٰن قرآن کریم ستاون بار آیا ہے یہ بھی انیس پر تقسیم ہوتا ہے ۵۷÷۱۹×۳=۵۷

۴۔ الرحیم پورے قرآن کریم میں ۱۱۴ مرتبہ آیا ہے یہ بھی ۱۹ پر تقسیم ہوتا ہے ۱۱۴÷۱۹×۶=۱۱۶

۵۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے جملہ اعداد۔بسم۔اللہ۔الرحمٰن۔الرحیم کا مجموعہ ۲۸۸۸÷۱۹=۱۵۲

۶۔ قرآن کریم میں ۱۱۴ سورتیں ہیں ہر صورت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع ہوتی ہے۔سوائے سورہ توبہ کے مگر یہ کمی سورہ نحل میں بسم اللہ آ جانے سے پوری ہوتی ہے۔سورتیں ۔۱۱۴÷۱۹×۶=۱۱۴

قرآن کریم کی فضیلت، تکریم و تعظیم اور اس کے اعجاز کی اس تفصیل کے بعد بطور موازنہ و مقابلہ دیکھئے کہ دوسرے مذاہب والوں میں انہیں اپنی مذہبی کتب کے احترام میں کس قدر اہتمام و سنجیدگی تھی۔

۱۔ ۱۹۴۷ء کا واقعہ ہے کہ دسولہ سے ہوشیار پور جانے والی سڑک ہر دو سکھ بڑے بڑے ڈنڈوں پر جھاڑو باندھے ہوئے سڑک صاف کرتے جاتے تھے' ان کے پیچھے دو سکھ عطر کا چھڑکاؤ کر رہے تھے' اور لوگوں کو بڑے ادب و احترام کے ساتھ سڑک سے پیچھے ہٹنے کا کہہ رہے تھے۔ان کے پیچھے چار سکھوں نے پالکی اٹھا رکھی تھی جس کی جھولداری طلائی تاروں سے کندہ کاری کی ہوتی تھی۔دو معزز سکھ گرد و غبار اور سکھوں سے محفوظ رکھنے کے لئے مورچھل ہلاتے جا رہے تھے۔اس پالکی میں ان کی مذہبی کتاب گرنتھ تھی جسے کہیں لئے جا رہے تھے۔سکھوں کی یہ کتاب ''گورونانک'' کی دستی تحریر تھی جو چھوٹی چھوٹی پوتھیوں' نظموں' پر مشتمل تھی یعنی الہامی کتاب نہیں مگر عزت و احترام حد سے بڑھ کر ہے۔

۲۔ ایک عیسائی عورت بہت بڑے مسلمان سردار کی ملازمہ تھی' ایک دن سردار کی بیٹی کے سونے کے کڑے گم ہو گئے جو بقول سردار صاحب بیس ہزار کے تھے۔کڑوں کی چوری کا الزام سردار نے عیسائی بیوہ عورت پر لگا دیا۔عیسائی بیوہ نے ہر طرح اپنے بے گناہ ہونے کی فریادیں کیں۔مگر سردار راضی نہ ہوا اور کہا کہ یہ عورت انجیل پر ہاتھ رکھ کر قسم اٹھائے کہ اس نے چوری نہیں کی تو اعتبار کر لیا جائے گا۔......اس گاؤں میں کافی گھر عیسائیوں کے بھی تھے۔تمام عیسائی اکھٹے ہو گئے۔انہوں نے دو ہزار روپیہ فی گھر چندہ اکھٹا کیا اور سردار کو دے کر کہہ دیا کہ ہم جان دے سکتے ہیں لیکن اپنی جان اور مال بچانے کے لئے اپنی مذہبی کتاب کا سہارا نہیں لے سکتے۔

۳۔ قومی اسمبلی کا ایک امیدوار مسلمانوں اور عیسائیوں کی بستی سے ووٹ حاصل کرنا چاہتا تھا۔لوگوں نے وعدہ تو کر لیا مگر امیدوار کو اصرار تھا کہ عیسائی اور مسلمان انجیل اور قرآن پر ہاتھ رکھ کر قسم اٹھائیں کہ وہ ووٹ اسی کو دیں گے۔

عیسائیوں کے پادری نے انجیل پر ہاتھ رکھ کر وعدہ کرنے سے انکار کردیا لیکن ووٹ اسی کو دینے کا وعدہ کرلیا۔اسی سلسلہ میں چودھریوں، وڈیروں اور ملکوں نے لاکھ سمجھایا، ڈرایا مگر عیسائی اپنی بات پر اڑے رہے۔

پھر مسلمانوں کے معززین کی باری آئی تو انہوں نے قرآن کریم پر ہاتھ رکھ کر بوسہ دے کر پورے یقین وصداقت کے ساتھ قسم اٹھا کر ووٹ دینے کا وعدہ کرلیا۔لیکن جب الیکشن کے بعد نتیجہ نکلا تو امیدوار کی صندوقچی میں سے صرف عیسائیوں کے ووٹ برآمد ہوئے۔قرآن کریم کی قسم کھا کر ووٹ دینے کا وعدہ کرنے والے، مسلمانوں کے ووٹ مخالف امیدوار کو ملے۔

۴۔ کسی شخص کی ''پھالی'' جو ہل چلاتے ہوئے زمین چیرتی ہے، گم ہوگئی۔اسے جس شخص پر شبہ تھا اسے دبایا تو اس نے مسجد میں وضو کر کے قرآن کریم پر ہاتھ رکھ کر قسم اٹھائی کہ اس نے پھالی نہیں چرائی۔مگر قسم کے بعد اپنے نیفے میں ہاتھ ڈال کر پھال اسے دیتے ہوئے کہا۔ہاں لے اس پھلکوی کیلئے تم نے مجھے قسم دی ہے۔

سکھوں کی اپنی کتاب کیلئے احترام، عیسائیوں کا انجیل پر قسم نہ کھانا اور تاوان برداشت کرلینے کے واقعات آپ نے پڑھ لئے اور اپنے قرآن کریم کیساتھ اپنے رویہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔کہ پہلے تو قرآن کریم خود یا اپنے بچوں کو پڑھاتے ہی نہیں اور نہ یہ اہتمام کرتے ہیں ادب واحترام کا یہ حال ہے کہ جس وقت ''تربیلہ ڈیم'' کے نتیجہ میں دربند وغیرہ بستیوں کے ڈوبنے کا امکان قریب آیا تو راقم الحروف نے دیکھا کہ دربند کے لوگ گھروں کا سامان اور چھتوں کا کاٹھ تک دربند سے اوپر جہاں جھیل کے پانی چڑھنے کا امکان نہ تھا لا لا کر جمع کرتے تھے۔گھر کے سامان میں معمولی معمولی چار آٹھ آنہ کی اشیاء بھی شامل تھیں لیکن انکے گھروں کے قرآن کریم وہ لا لا کر مسجد میں رکھتے تھے جو عنقریب ڈوب رہی تھی۔گویا قرآن کریم گھریلو سامان کی ایک ایسی فالتو چیز تھی جسکے ڈوب جانے کا انہیں کوئی افسوس نہ تھا۔

اس کے علاوہ آپ کسی بھی مسجد شریف میں تشریف لے جائیں۔کم از کم ہمارے علاقہ میں آپ کو مسجدوں کے طاقچوں میں پھٹے پرانے قرآن کریم کے ڈھیر نظر آئیں گے۔قرآن کریم خدا کی کتاب ہے اور خدا کا گھر مسجد شریف ہی اس کی اصلی جگہ ہے۔ہمارے گھروں میں یہ فالتو چیز استعمال نہیں ہوتی اور نہ ارادہ ہے۔مساجد میں رمضان شریف کے دوران قرآن کریم سنانے والے موجودہ دور کے قاری صاحبان قطع نظر اس کے کہ وہ آنکھوں میں کاجل، دانتوں پر دنداسہ اور داڑھی وسر پر خوشبو اس طرح استعمال کرتے ہیں جیسے ٹی وی کی کوئی گلوکارہ بن ٹھن کر رہتی ہے۔اور قرآن کریم کا حفظ ان کے اخلاق وکردار کی اصلاح میں موثر نہیں ہوتا وہ قرآن کریم کا رٹا لگاتے ہیں اور رمضان شریف میں زبان سے زیادہ کمانے کیلئے مختلف دیہاتوں کی مساجد میں قرآن سنانے کی نیکیاں وصول کرتے ہیں۔چنانچہ ہفتے کے چھ دنوں میں ختم کردیتے ہیں۔یہ ہے قرآن کریم کے ساتھ ہمارا رویہ اس کے برعکس ٹی وی، ٹیپ ریکارڈر، ریڈیو پر ریشمی غلاف چڑھائے جاتے ہیں۔فاعتبروا یا اولی الابصار۔